قواعد وضوابط برائے مدارس وجامعات ﴿۴﴾

از مولانا عبد المجید مدظلہم
ناظم مرکزی دفتر وفاق المدارس ملتان

وفاق کے قیام کے وقت (1959ء اور 1960ء میں) حضرات اکابرین نے مدارس کے نظام کو مربوط ومضبوط بنانے کے لئے جو اصول مرتب فرمائے تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم جب 1981ء میں ناظم اعلیٰ بنے تو انہوں نے انہی اصولوں کی بنیاد پر مدراس اور وفاق کے مزید استحکام کے لئے تفصیلی قواعد وضوابط مرتب فرما کر شائع کئے۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ) زدوکوب کرنا:

نہ صرف یہ کہ زدوکوب والدین اور سرپرستوں سے مستقل لڑائی جھگڑا مول لینے کے مترادف ہے بلکہ بچوں کو کند ذہن، غبی اور تعلیم سے متنفر وگریزاں بنا دیتی ہے۔ اور ذہنی اعتبار سے سخت مضر ہوتی ہے۔ اس لئے تعلیم و تربیت دونوں میں ترغیب وتشویق اور حسن تدبیر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ بات کہنے کو تو نہایت آسان اور ذرا سی ہے مگر استاذ کے لئے عملاً نہایت دشوار اور صبر آزما ہے۔ اس لئے کہ بچہ اپنے فطری تقاضہ کے تحت پڑھنے لکھنے کے بجائے کھیل کود اور شوخی کا رسیا ہوتا ہے۔ اور استاد تعلیم وتربیت کے فرائض سرانجام دینا چاہتا ہے۔ بچہ اس سے فرار و گریز اور بالکل برعکس کام کرنا چاہتا ہے۔ استاد کو بظاہر آسان ترین نسخہ زدوکوب اور زجر وعقوبت نظر آتا ہے۔ کہ یہ ترغیب وتشویق میں سرکھپانے اور بچہ کے ساتھ بچہ بننے کی بنسبت آسان محسوس ہوتا ہے۔ بچہ کے کہنا نہ ماننے اور کام نہ کرنے پر غصہ آتا ہے وہ اور جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے اور استاد بچہ کو مار پیٹ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا ہے

اس سے بچے کو کسی قسم کا فائدہ پہنچنے کا خیال کرنا غلط فہمی ہے۔ درحقیقت استاد نے اپنے سینے کی جلن کو ٹھنڈک پہنچا کر اپنے ضیق صدر کا علاج تو کرلیا مگر اس ہر وقت کی پٹائی نے بچہ اور بھی ڈھیٹ اور پٹنے کا عادی بنادیا۔ اس طرح حقیقی مقصد یعنی تعلیم و تربیت فوت ہوجاتا ہے۔ مکتب سے بھاگے ہوئے بچوں کی کہانیاں اور واقعات کس قدر مشہور و معروف ہیں۔ بہر حال بچوں کے استاد کو بہت زیادہ ضابط نفس، متحمل المزاج اور ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک ہونے کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے جتنا یہ کام مشکل ہے۔ اتنا ہی اسے آسان سمجھ لیا گیا اور ہر کس و ناکس کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ ارباب مدارس کو اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط برتنی چاہیئے۔

خدمت لینا اور کام کرانا:

بچہ عموماً استاد کی سختیوں اور زدوکوب سے بچنے اور اس کو خوش رکھنے کے لئے لاشعوری طور پر بطور رشوت استاد کی حد سے زیادہ خدمت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور خود کو زرخرید غلام سے بھی بڑھ کر خدمت گزار بنادیتا ہے۔ استاد اپنی سہولت اور آسائش پسندی کی وجہ سے بچہ کی اس نفسیات کو سمجھے بغیر دھوکہ میں آجاتا ہے اور ایسے شاگرد کو خانہ زاد غلام سمجھ لیتا ہے۔ اور بے دھڑک کام لیتا ہے اور ایسے ایسے کام لیتا ہے جو وہ اپنی اولاد سے بھی نہیں لے سکتا۔ مکتبوں کے استاذوں اور شاگردوں کی خدمت گیری اور خدمت گزاریں کی داستانیں عجیب عجیب واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ یہ حرکتیں علاوہ استاد کی رسوائی و بدنامی کے بچہ کی عزت کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ اور وہ اس طریق کار کا بچپن سے ہی عادی ہوجاتا ہے۔ بعض حضرات ہر دو مذکورہ بالا امور کے جواز میں ملک کے بعض مسلم اساتذہ کا طرز عمل بطور سند پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ محض فریب نفس ہے۔ برائی بہر حال برائی ہے، کسی سے بھی سرزد ہو۔ اساتذہ محض اپنے کمال اور مہارت فن کی وجہ سے طریق کار کے اس نقص بالفاظ دیگر ''برائی'' کے باوجود کامیاب و معروف ہیں۔ لوگ ان کی عظمت فن اور کمال کی وجہ سے اس نقص کو نظرانداز کردیتے ہیں۔ اس لئے کم عمر اور ناسمجھ بچوں کے استاذ کا لازمی طور پر فرض یہ ہے کہ وہ بچوں سے اپنے ذاتی کام یا خدمت لینے کا عادی نہ ہو۔ واضح ہو کہ یہ بحث اس خدمت گیری اور خدمت گزاری سے متعلق ہے جو عموماً مکتبوں کے ناسمجھ بچے محض استاد کی مار پیٹ یا غصہ و ناراضگی کے خوف سے اور اس کو اپنے سے خوش رکھنے کے لئے کرتے ہیں اور استاد محض راحت پسندی اور منفعت گیری کے جذبہ کے تحت لیتے ہیں جیسا کہ عموماً مکاتب میں ہوتا ہے۔ باقی وہ سمجھدار اور ہوشمند شاگرد جو استاد کے مرتبہ اور عظمت کو سمجھ کر از راہ عقیدت و محبت اپنے استاد کی خدمت کرتے ہیں وہ تو غایت درجہ محمود اور ان کی سعادت مندی اور روشن مستقبل کے آثار و علائم میں سے ہے۔ استاد چاہے یا نہ چاہے وہ کسی نہ کسی عنوان سے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں۔ اور اسی میں اپنی سعادت مضمر سمجھتے ہیں۔

اسی طرح یہ بحث اس خدمت گیری سے بھی متعلق نہیں جو استاد ناسمجھ بچوں میں بڑوں کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بغرض تربیت بچوں سے کام لیتا ہے۔ کہ یہ تو عین آداب آموزی اور استاد کا فریضہ ہے۔ مگر اس نظر شفقت و تربیت کو دو چار بچوں کے ساتھ مخصوص نہ رکھنا چاہئے بلکہ بلا تخصیص نوبت بہ نوبت تمام بچوں سے اپنے اور دوسرے اساتذہ کے کام کرانے چاہئیں۔ تاکہ بچے بزرگوں کی خدمت کرنے کے عادی ہو جائیں۔

شاگردوں سے مالی منفعت حاصل کرنا:

عموماً مدارس و مکاتب ابتدائیہ اپنی استطاعت اور مقامی حالات کے مطابق مدرسین کی ضروریات کی کفالت کرتے ہیں۔ اور کم و بیش تنخواہیں دیتے ہیں۔ اگر اساتذہ کی ضرورتیں اس سے پوری نہ ہوں تو امامت و خطابت وغیرہ دوسرے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اپنے شاگردوں اور ان کے سرپرستوں سے کسی بھی چھوٹی بڑی مالی منفعت کی طمع و توقع ہرگز ہرگز نہ رکھیں۔ اور متعین یا غیر متعین معاوضہ ہرگز قبول نہ کریں۔ کہ یہ استادی شاگردی کے روحانی تعلق و تربیت کے لئے سم قاتل ہے۔ ادھر شاگردوں اور ان کے سرپرستوں کے دل سے احترام و احسان مندی قطعاً ختم ہو جاتی ہے۔ استاد کے دل سے خدمت دین اور تعلیم و تربیت کا حقیقی جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور دونوں طرف کاروباری ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور علم و برکت علم اٹھ جاتی ہے۔ یاد رکھئے مدارس و مکاتب دینیہ کے اساتذہ و مدرسین کے لئے دنیوی سکولوں کے ماسٹروں کی سطح پر آ جانا اور ان کی روش اختیار کر لینا خود ان کے لئے بھی باعث عار ہے۔ اور دینی تعلیم و تربیت کی بھی توہین ہے۔ خصوصاً معلمین قرآن کریم کہ ان کے لئے تو مدرسہ کی تنخواہ کے علاوہ کوئی بھی مالی منفعت اپنے شاگردوں سے حاصل کرنا شرعاً بھی درست نہیں کہ یہ مدرسہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور اپنے نفس کے ساتھ بھی خیانت ہے کہ خود کو آخرت کے اجر و ثواب سے محروم کر لیتے ہیں۔ فی زمانہ علم کی برکت اور تعلیم کے روحانی اثرات کے ختم ہو جانے کے جہاں اور اسباب ہیں۔ وہاں ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔ شاگردوں سے کسی چیز کی فرمائش کرنا یا تحفہ قبول کرنا بھی اسی مالی منفعت حاصل کرنے کے زمرہ میں شامل ہے۔

کم عمر و ناسمجھ بچے اور بالغ بچے:

اگر کم سن اور ناسمجھ بچوں کے ساتھ بالغ اور نوجوان لڑکے بھی شریک ہوں تو چھوٹے بچوں کو بڑے بچوں کے پاس بیٹھنے اٹھنے میل جول اور ارتباط و اختلاط باہمی سے بچانا بے حد ضروری ہے۔ نیز بڑے لڑکوں کی شکایت پر جب غیر محسوس طریق پر تحقیق نہ کر لیں۔ چھوٹے بچوں کو زجر و توبیخ نہ کریں۔ اگر تحقیق کے بعد شکایت صحیح ثابت ہو تو تب بھی اس کا تدارک اس طرح کریں کہ نہ شکایت کرنے والے محسوس کریں کہ استاد نے ہماری شکایت پر سزا دی

ہے اور نہ قصور وار بچے یہ محسوس کریں کہ کسی نے بری شکایت کی ہے اور اس پر استاد نے ہمیں سزا دی ہے۔ تاکہ نہ چھوٹے بچے بڑوں سے خائف ہوں اور نہ بڑوں کو اپنا رعب اور دباؤ ڈال کر چھوٹوں سے ناجائز برتاؤ یا کام لینے کی جرات ہو۔ ہاں اگر بالغ اور نوجوان لڑکے قابل اعتماد اور دیندار و نیک کردار ہوں تو ان سے چھوٹے بچوں کا آموختہ سننے یاد ہرانے' گردان کرانے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ وہ بھی بلا تخصیص اور بدون تعین' غرض اس اختلاط کی صورت میں ہر دو قسم کے طلبہ کے اخلاق و کردار کی نگرانی بہت زیادہ اہم اور ضروری ہو جاتی ہے۔

عبادت:

تمام شاگردوں اور بچوں کو اپنی اولاد سمجھیں اور ان کی تعلیم و تربیت کو اپنا مقدس دینی فریضہ اور عبادت الٰہیہ خیال فرمائیں اپنے تمام ذاتی مشاغل اور کاموں پر ان کی تعلیم و تربیت کو ترجیح دیں اور محض آخرت کی مسئولیت کے خوف سے پورے خلوص اور جانفشانی سے کام کریں۔ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔ اور دین و دنیا میں ان شاء اللہ اس کا ثمرہ ضرور ملے گا۔ السعی منا والتوفیق من اللہ۔

طریقہ تعلیم درجہ قرآن کریم برائے ملحقہ مدارس

از حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱) بچوں کو قاعدہ ہی میں ادائیگی اور شناخت کے لحاظ سے خوب مشق کرائی جائے۔

(۲) پارہ شروع ہونے کے بعد حرفوں کے جوڑ کی طرف توجہ ضرور باقی رہنی چاہیے۔ اکثر اساتذہ تکاسل کی بنا پر اس کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ یہ عموماً نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور باعث مشکلات بنتا ہے۔

(۳) شروع سے ہی اخفاء اظہار' تفہیم و تدقیق' نرمی اور سختی' حروف مدہ کے بڑھاؤ اور باقی حروف کے گھٹاؤ کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ خصوصاً ایسے حروف میں جن کی آواز آپس میں ملتی جلتی ہیں جیسے طاء، تا، ثا، سین، حا، ہا، ذال، زاء، سین، صاد، ضاد، ظاء، ق، ک، ہمزہ، عین وغیرہ۔

(۴) سنتے وقت ایک ایک بچہ کا الگ الگ سنا جائے۔ اس سے تلفظ اور حرکات کی غلطی سے حفاظت رہتی ہے۔

(۵) جو آموختہ زیادہ ہو جائے تو اس میں سے روزانہ کم از آدھا پارہ ضرور یاد کرایا اور سنایا جائے۔ اور چار پارے منزل اپنی نگرانی میں پڑھوائی جائے۔

(۶) مطالعہ اگر ہو سکے تو حفظ سنا جائے۔ اور کہلاتے وقت قواعدِ تجوید کی رعایت رکھ کر پارہ ختم ہونے کے بعد جب دوسرا پارہ شروع کرایا جائے تو ختم شدہ پارے کا آخری نصف بھی سنا جائے اور مطالعہ کے برابر اس آخری نصف میں کمی ہوتی رہے۔ حتیٰ کہ وہ بھی نصف ہو جائے۔

(۷) جب قرآن مجید ختم ہو جائے یا کوئی بچہ کسی دوسری جگہ سے کچھ پارے پڑھا ہوا آئے اور وہ کچے ہوں تو یاد کرانے کی صورت یہ ہے کہ روزانہ ربع پارہ یا کم وبیش سننا شروع کریں۔ جب تک یہ سنا ہوا دو پارے ہوں اس وقت آگے والا ربع اور یہ پچھلا ساتھ سنا جائے۔ اور چار یا پانچ پارے ہونے کے بعد دو پارے پیچھے سے اور جتنا آسانی کے ساتھ ممکن ہو آگے اور انہی پاروں کے ۴، ۴ یا ۵، ۵ پارے کر کے سنا جائے۔ جب یہ خوب یاد ہو جائیں تو پھر بدستور سابق آگے اور پیچھے سے سنایا جائے۔ بیس پارے ہونے کے بعد پھر ہفتہ عشرہ کے لئے آگے سے بند کرا کے پچھلے کو زیادہ زیادہ سن کر خوب پکا کرا کے پھر آگے شروع کیا جائے۔ اسی طرح آخر تک اس سلسلہ کو باقی رکھا جائے۔

(۸) متشابہ والی آیتوں پر خوب تنبیہ کی جائے۔ تاکہ ساتھ ساتھ متشابہ بھی یاد ہوتے جائیں۔

(۹) ان تمام تدابیر پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا بھی برابر کرتے رہیں۔ اور اسی پر توکل کریں اور اپنی کارکردگی پر غرور نہ کریں۔ ان شاء اللہ خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوگا۔

نوٹ: طریقہ تعلیم قرآن کریم سے متعلق یہ چند ضروری امور مختصر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن درجہ قرآن کریم کے ہر استاذ کو حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی استاذ قرآۃ وتجوید مدرسہ خیر المدارس ملتان کا تصنیف کردہ مطبوعہ رسالہ آداب تلاوت مع طریقہ تعلیم مذکورہ ذیل پتے سے طلب کر کے ضرور پڑھنا چاہئے۔ اور اس کی پابندی کرنی چاہئے۔

درجہ حفظ قرآن عظیم:

تجربہ شاہد ہے کہ عموماً حفظ قرآن کریم پر چھ سال صرف کئے بغیر کلام مجید پختہ اور قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ اس لئے بترتیب ذیل درجہ حفظ کے ہر بچہ کو کلام اللہ حفظ کرایا جائے۔

سال اول	قاعدہ نورانی، ربع پارہ عم	سال چہارم	دس پارے
سال دوم	پارہ عم، دو پارے از اول	سال پنجم	بارہ پارے
سال سوم	چھ پارے	سال ششم	اعادہ تمام کلام اللہ

پہلے چار سال میں مذکورۃ الصدر نقشہ کے مطابق اول پانچ گھنٹے صرف قرآن کریم پر اور چھٹا گھنٹہ دینیات کی عملی تعلیم پر صرف کیا جائے۔ پانچویں سال میں چار گھنٹے قرآن کریم پر پانچواں دینیات کی کتابی وعملی تعلیم پر اور چھٹا گھنٹہ اردو نوشت وخواند اور مشق خوش خطی واملاء پر صرف کیا جائے گا۔ اور چھٹے سال میں پہلے تین گھنٹے اعادہ قرآن کریم پر چوتھا دینیات وسیرت کی کتابوں پر اور پانچواں چھٹا گھنٹہ ابتدائی حساب یا فارسی پر صرف کیا جائے۔ اور

کوشش کی جائے کہ حفظ قرآن کریم کی شش سالہ مدت میں اردو نوشت وخواند دینیات وسیرت کا مکمل نصاب ہر طالب علم کو ضرور پڑھا دیا جائے۔اور اس کے ساتھ ہی بقدر ضرورت حساب یا فارسی کا نصاب بھی ضرور پڑھا دیا جائے۔بہتر یہ ہے کہ جو طلبہ آئندہ عربی پڑھنا چاہتے ہیں ان کو فارسی کا نصاب پورا پڑھا دیا جائے۔اور جو عربی پڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتے ان کو زیادہ سے زیادہ حساب کی مقدار سکھادی جائے۔

(۲) فرائض

(۱) صدر مدرس کے فرائض......

(الف) مدرسہ میں حتی الامکان اور حسب استطاعت ہر علم وفن کے ممتاز اور ماہر فن اساتذہ جمع کر کے مدرسہ کو ہر حیثیت سے کامل اور جامع بنانا نیز مدرسین کی علمی اہلیت فطری ذوق خصوصی مناسبت اور تجربہ ومزاولت کو سامنے رکھ کر ان کے لیے اسباق تجویز کرنا اور ان کی رفتار درس کی کیفا وکما نگرانی کرنا۔

(ب) جملہ تعلیمی وانتظامی امور میں مشاورت کے لیے مجلس اساتذہ قائم کرنا اور باہمی مشورہ سے ان تمام امور کو طے کرنا وفاق نے مدارس، مدرسین اور طلبہ کے جن تعلیمی نقائص عیوب کی نشاندہی کی ہے مختلف تدابیر کے ذریعہ ان کا ازالہ کرنا اور بے ضابطگیوں کا سد باب کرنا، ناظم تعلیمات کی رپورٹ پر مناسب اور ضروری احکامات نافذ کرنا۔

(ج) طلبہ کی عملی اور اخلاقی اصلاح کا فرض بطریق احسن انجام دینا۔

(۲) ناظم تعلیمات کے فرائض......

(۱) آغاز سال میں جدید طلبہ کے داخلے اور امتحان داخلہ وغیرہ کے تمام تر انتظامات اور ان کی نگرانی کرنا۔

(۲) مجلس اساتذہ میں جدید وقدیم طلبہ کے نتائج امتحان پیش کر کے اسباق کی تجویز وتقسیم اور درجہ بندی کا انتظام کرنا

(۳) اسباق صحیح وقت پر شروع کرا کے جملہ مدرسین اور طلبہ کی روزانہ حاضری اور نظم تعلیم کی نگرانی کرنا، کوتاہیوں کو نوٹ کر کے صدر مدرس یا مجلس اساتذہ کے سامنے بغرض تدارک پیش کرنا اور ان کی تجاویز واحکامات کو اہتمام کے ساتھ نافذ کرنا۔

(۴) اساتذہ سے طلبہ کے اوقات تکرار ومطالعہ مقرر کرا کے ان کی نگرانی کا انتظام کرنا اور اس سلسلہ میں طلبہ کی کوتاہیوں کے تدارک کی تدابیر کرنا۔

(۵) ہر مہینہ کے ختم پر ہر استاذ سے مقدار خواندگی درج کرانا اور جس مدرس یا کتاب کی رفتار سست ہو اور باب اختیار کو اس سے آگاہ کر کے اس کا تدارک کرانا۔

(۶) تمام طلبہ ومدرسین کے تحریری کام کی نگرانی کرنا طلبہ کی تحریری وتقریری انجمنیں بنا کر رسائل وغیرہ کا انتظام کر کے دارالمطالعہ قائم کرنا۔ اوقات مطالعہ مقرر کرنا اور ان اوقات میں مطالعہ کی نگرانی کرنا۔

(۷) اگر کوئی مدرس بیمار ہو یا طویل رخصت پر جائے تو حسب تجویز صدر مدرس مجلس اساتذہ سے اس کے اسباق کا انتظام کرنا۔

(۸) وفاق کے مقرر کردہ جملہ قواعد کی پابندی کا اہتمام ونگرانی کرنا اور مدرسین وطلبہ کی بے ضابطگیوں کے تدارک کے لیے ارباب اختیار کو متوجہ کرنا۔

(۹) مجلس اساتذہ کی منظوری سے امتحانات سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ کے انعقاد کا انتظام کرنا اور وقت پر نتائج شائع کرنا۔

(۳) ناظم دارالاقامہ کے فرائض......

(۱) دارالاقامہ کی گنجائش کے مطابق طلبہ کے لیے حجروں میں جگہ تجویز کرنا اور اس سلسلہ میں ان کی معقول اور جائز شکایات وتکالیف کا بقدر امکان تدارک کرنا۔

(۲) دارالاقامہ میں مقیم طلبہ کی صحیح تعداد کا باضابطہ اندارج کرنا اور روزانہ غیر معین وقت میں حاضری لینا۔

(۳) طلبہ کے دارالاقامہ سے باہر آنے جانے اور ان سے ملنے کے لیے آنے والے دوست احباب یا مہمانوں کی آمد ورفت اور پابندی وقت کی نگرانی کرنا۔

(۴) قواعد دارالاقامہ کی سختی سے پابندی کرانا اور خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کاروائی خود کرنا یا ارباب اختیار سے کرانا۔

(۵) طلبہ کے اخلاق واعمال، نشست وبرخاست، وضع قطع، لباس وشکل وصورت غرض جملہ رفتار وگفتار کی سختی سے نگرانی کرنا، کسی بھی بے ہودگی، بدتمیزی یا فحش حرکات کا ارتکاب کرنے والے طلبہ کو اول تذکیر وتنبیہ اور اس کے بعد زجر وعقوبت کرنا شعائر دین اور صلاح وتقوی کے خلاف زندگی بسر کرنے والے طلبہ سے دارالاقامہ کو پاک رکھنا۔

(۶) خصوصاً نماز باجماعت کی پابندی کی سختی کے ساتھ نگرانی کرنا اور بدوں عذر شرعی ترک جماعت یا تساہل پر زجر وعقوبت کرنا اور سزا دینا۔

(۷) طلبہ کو صفائی ستھرائی اور نظافت وطہارت کا پابند اور عادی بنانا، حجروں اور برآمدے وغیرہ کو پاک وصاف اور حجروں میں سامان کو قرینہ سے رکھنے کی ترغیب دلانا، رہنے سہنے اٹھنے بیٹھنے، بول چال وغیرہ میں اسلامی آداب اور تہذیب وشائستگی کا پابند بنانا۔

قواعد وضوابط برائے طلبہ......

(۱) اساتذہ اور مہتمم مدرسہ کو ہر طالب علم کی تعلیم وتربیت کی نگرانی اور ضروری احکام وہدایات کی خلاف ورزی پر مواخذہ کا پورا حق حاصل ہوگا۔ اور ان کے ہر لائق اطاعت حکم کی تعمیل ہر طالب علم کا فرض ہوگا۔

(۲) جن کم سن طلبہ کی سکونت مدرسہ کے دارالاقامہ میں نہ ہو ان کے سرپرست داخلہ کے وقت ان کے ہمراہ ضرور آئیں اور مدرسہ کے قواعد وضوابط اور اساتذہ کی ہدایات کو سمجھیں، اور بچوں سے ان پر عمل کرائیں خلاف ورزی پر سخت بازپرس کریں اور وقتاً فوقتاً مدرسہ میں آکر اساتذہ سے ان کے تعلیمی حالات ضرور معلوم کرتے رہیں۔

(۳) تعطیلات کے ایام میں خاص طور پر بچوں کے اعمال واخلاق کی پوری نگرانی رکھیں اور بری صحبت سے بچائیں۔

(۴) نماز باجماعت کی پابندی ہر طالب کے لیے ضروری ہے ترک جماعت کے لیے کوئی غیر شرعی عذر مسموع نہ ہوگا۔

(۵) ہر طالب علم کے لیے اخلاق واعمال، صورت وسیرت، وضع قطع اور لباس میں صلحاامت کا اتباع ضروری ہے سگریٹ پینا، انگریزی بال رکھنا، داڑھی منڈانا، یا خلاف شرع کٹانا قطعاً ممنوع ہے۔ اپنے ساتھیوں یا ملازمین مدرسہ سے لڑنا جھگڑنا بدکلامی یا بداخلاقی سے پیش آنا ایک دوسرے کی چغلی، عیب جوئی، غیبت کرنا، مذاق اڑانا، بیہودہ مذاق کرنا بدترین عیوب ہیں ان سے اجتناب کرنا ہر طالب علم کا فرض ہے۔

(۶) اساتذہ مدرسہ سے عقیدت ومحبت، ان کی دل سے عزت واحترام، تحصیل علم اور استفادہ کی اولین شرط ہے لہذا ہر طالب علم کا فرض ہے کہ وہ اساتذہ کا انتہائی احترام اور ان سے قلبی وابستگی پیدا کرے، اگرچہ براہ راست اس کے استاذ نہ ہوں۔

(۷) ہر طالب علم کو اپنی شکایات اور ضروریات اساتذہ کے سامنے پیش کرنی چاہئیں اگر کوئی ساتھی زیادتی کرے تو خود جواب نہ دے، اور بدلہ نہ لے بلکہ اساتذہ کے سامنے پیش کر کے چارہ جوئی کرے۔

(۸) سبق سے غیر حاضری ناقابل معافی جرم ہے ایسی شدید ضرورت میں جو سبق قضاء کئے بغیر نہ پوری کی جا سکے خود چھٹی کی درخواست مدرس اور دفتر کو دینا ضروری ہے کسی کے ہاتھ درخواست بھیجنا ہرگز کافی نہ ہوگا اسی طرح بیماری کی درخواست اس وقت منظور ہوگی جب سبق میں شرکت ناممکن یا زیادتی مرض کا موجب ہو۔

(۹) دارالاقامہ میں مقیم طلبہ کے لیے مابین عصر ومغرب کے علاوہ کسی بھی وقت دارالاقامہ سے باہر جانے کے لیے ناظم دارالاقامہ سے اجازت لینا ضروری ہے۔

(۱۰) جو طلبہ سیر و تفریح میں احباب کی ملاقاتوں میں، غیر ضروری مہمان نوازی میں اپنا وقت ضائع کریں گے تنبیہ کے بعد بھی اگر باز نہ آئے تو خارج کردیئے جائیں گے۔

(۱۱) جس طالب علم کا کوئی مہمان آئے اسے فوراً ناظم دارالاقامہ کو اطلاع دینی چاہیے نیز اپنے احباب اور ملنے والوں کو بتلا دینا چاہیے کہ وہ صرف عصر اور مغرب کے مابین یا جمعہ کے دن ملاقات کے لیے آیا کریں۔

(۱۲) جو طالب علم مطالعہ و تکرار اور مشق تحریر و تقریر میں کوتاہی نہ کرے گا۔ تنبیہ کے بعد بھی اگر باز نہ آئے تو اسکو سزا دی جائے گی۔

(۱۳) جو طالب علم تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئی دوسرا مشغلہ مثلاً امامت، موذنی وغیرہ کوئی بھی آمدنی کا ذریعہ اختیار کریں گے، وہ مدرسہ کی امداد اور دارالاقامہ کی سکونت کے مستحق نہ ہوں گے، اسباق میں شرکت کی اجازت دی جائے گی، لیکن اگر وہ اسباق میں غیر حاضری کریں گے یا امتحانات میں شرکت نہ کریں گے تو مدرسہ کے طالب علم شمار نہ ہوں گے۔

(۱۴) ہر طالب علم کو چاہیئے کہ جمعہ کے دن غسل کرنے اور کپڑے بدلنے سے پہلے اپنے حجرہ اور برآمدہ کو صاف کرے۔ کوڑا یا بچا ہوا کھانا مقررہ جگہ کے علاوہ اور کہیں نہ پھینکے درس گاہ، حجرہ اور برآمدہ کو خراب اور گندہ نہ کرے۔ ان کی دیواروں پر کچھ نہ لکھے۔ برتن یا کپڑے دھو کر جگہ کو صاف کردے۔ اپنے حجرہ کی تمام چیزوں کو سلیقہ اور قرینہ کے ساتھ رکھے۔ غرض صفائی، شائستگی، تہذیب و اخلاق اور دین داری کا مثالی نمونہ پیش کرے۔

(۱۵) چونکہ مدرسہ طلبہ کی تمام تر ضروریات کی کفالت کرتا ہے اس لئے طلبہ کا فرض ہے کہ وہ اپنا تمام تر وقت یکسوئی کے ساتھ تحصیل علم میں صرف کریں اور اپنی حوائج و ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور ذرائع کی جستجو نہ کریں، مدرسہ کی اجازت کے بغیر کسی بھی دعوت میں نہ جائیں۔

(۱۶) مابین عصر و مغرب کے علاوہ بقیہ تمام اوقات میں خصوصاً شب میں دارالاقامہ یا درس گاہوں میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی وقت بھی دارالاقامہ کی حاضری لی گئی اور کوئی طالب علم موجود نہ ہوا تو وہ سخت سزا کا مستحق ہوگا۔ (باقی آئندہ)

☆☆☆